سرپرستی نہ کرتے،تو دلی کے بعد اردو کدھر جاتی ؟ جواب یہ ہے کہ خدا کوئی راستہ اور پیدا کر دیتا،یعنی خدا ہی نے یہ راستہ پیدا کیا تھااور شمسؔ صاحب اسی راستہ کے راہی ہیں اور شاید یہی جذبہ ہے ،جس نے شمسؔ صاحب سے تاریخ لکھوائی۔ بالفاظِ دیگر اردو کے سودائی نے اردو کے سرپرستوں کا حق بھی ادا کر دیا۔

اس کتاب کو دیکھا جائے تو شمسؔ صاحب کی مورخانہ باریک بینی کی داد دینا پڑتی ہے۔انگریزی (حکومت) نے اپنے اثر سے شاہانِ اودھ کے کرداروں کو جس طرح لتھاڑا تھا،شمسؔ صاحب نے اپنے قلم سے اس کی طہارت کی ہے اور ہر کردار کے اصلی خال و خد کو اس طرح نکھارا ہے کہ آدمی ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ کتنے ضمیر فروش تھے وہ قلم کار،جنہوں نے رحمان پر شیطان کی سیرت کا ملمع چڑھا دیا۔

لکھنؤ ہی کے تسلسل کی دوسری کتاب ہے ''لکھنؤ کی تہذیب'' یہ کتاب تمدنی معلومات کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔''لوگ پہلے آپ، پہلے آپ!'' کہہ کر لکھنوی تہذیب کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں گاڑی چھوٹ گئی اور دونوں میں سے کوئی سوار نہ ہو سکا،لیکن دیکھا یہ بھی گیا ہے کہ ''پہلے میں ، پہلے میں !'' کہے بغیر ریل کی کھڑکی سے ایک دوسرے کو باہر کی طرف کھینچا جاتا رہا اور اس دھینگا مشتی میں گاڑی چھوٹ گئی۔گاڑی دونوں کی چھوٹی۔ایک کی تہذیب میں اور دوسرے کی بدتہذیبی میں۔

''لکھنؤ کی تہذیب''میں ایثار، پاس وضع ،رواداری اور دوسری اخلاقی اقدار کے نمونے شمسؔ صاحب نے پیش کئے ہیں۔چونکہ خود خاندانِ اجتہاد کے آدمی ہیں،لہٰذا کھانوں اور دوسری چیزوں میں لکھنؤ والوں نے جو اجتہادات کئے ہیں ،ان کو بیان کیا ہے ،جو شمسؔ صاحب کے گہرے مشاہدہ اور عمیق نکتہ رسی کی بات ہے۔

دوسری تصانیف کی خصوصیات بھی ایسی ہی کچھ ہیں ،البتہ ایک کتاب ان کے سجادۂ وراثت سے تعلق رکھتی ہے،''اسلام پر کیا گزری''۔شمسؔ صاحب کی یہ تصنیف یقیناً وقیع ہے،مگر وہ ادبی حیثیت سے ہٹ کر عالمانہ بصیرت پر روشنی ڈالتی ہے۔

اس طرح مولانا باقر محمد شمسؔ صاحب کی حیثیت کا تعین کیا جائے تو ایک عالم ، ایک مورخ ،ایک ادیب اور ایک نقاد کے امتزاج سے جو پیکر تیار ہوتا ہے،وہ شمسؔ لکھنوی کہلاتا ہے اور اس میں چھپے ہوئے انسان کا جائزہ لیا جائے تو لکھنوی ذکاوت ،خاندانی شرافت ،نسلی نجابت و فطانت اور شخصی متانت سے جو انسان تشکیل پاتا ہے ،اس کا نام محمد باقر شمسؔ ہے اور ہم اسی کو جانتے ہیں۔

شمسؔ صاحب کی صلاحیتیں یقیناً فریادی ہوں گی کہ وقت نے انھیں پہچانا نہیں اور زمانہ میں ان کی قدر نہیں ہوئی ،لیکن اہلِ علم وفن کا یہ شکوہ نیا نہ ہوگا۔کوئی مانے یا نہ مانے ،مگر ان کے نقوش قلم اتنے روشن ہیں کہ وقت کی تدریجی ترقی کے ساتھ ان لوگوں کو بھی نظر آئیں گے،جو آج اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔

قطعہ

مولوی سید قائم مہدی نقوی ساحرؔ اجتہادی

وسعت کارِ نبی کی حد میں شامل کربلا
دین کی سینہ سپر، باطل کی قاتل کربلا
کشتیٔ اسلام کے مالک نبیؐ لنگر حسینؑ
ایک ساحل ہے مدینہ ایک ساحل کربلا

رباعی

گھبرائیں گے دنیا میں جو رہتے رہتے
اٹھ جائیں گے یا حسینؑ کہتے کہتے
ڈوبیں گے جو بحرِ غمِ شبیرؑ میں ہم
کوثر پہ پہنچ جائیں گے بہتے بہتے

❀❀❀